سوانح

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی ؒ

مرتبہ: ملا واحدی

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دہلی اور ہندوستان ہی کے نہیں بلکہ دنیائے اسلام کے ممتاز ترین علماء میں سے ہیں حضرت شاہ صاحب اپنے وقت کے امام تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ، غزالیؒ رازی اور ابن رُشد کی صف کے آدمی ہیں شاہ صاحبؒ کے والد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ نے فتاویٰ عالمگیری کی تیاری میں شرکت کی۔

شاہ عبدالرحیم صاحبؒ میر زاہد جیسے شاگردوں کے استاد تھے اور حضرت خواجہ باقی باللہ کے فرزند خواجہ خوردؒ کے فیض یافتہ اور شیخ آدم بنوریؒ کے مرید تھے۔

شاہ ولی اللہ صاحبؒ ہندوستان کے پہلے اور دنیا کے دوسرے یا تیسرے مسلمان ہیں جنھیں قرآن مجید کے فارسی ترجمہ کا خیال آیا شاہ صاحب کے منجھلے بیٹے مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ نے قرآن شریف کا اردو ترجمہ کیا (لفظی ترجمہ تحت اللفظ) شاہ صاحب کے دوسرے بیٹے مولانا شاہ عبدالقادر صاحب نے قرآن مجید کا با محاورہ اردو ترجمہ کیا جو اس وقت رائج تھا۔

عجیب و غریب خاندان تھا باپ بھی عالم دادا بھی عالم خود بھی عالم بیٹے اور پوتے بھی عالم اور سب غیر معمولی تھے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ شاہ صاحب کے بڑے بیٹے تھے انھوں نے درس و تدریس کی طرف زیادہ توجہ دی اگر تصنیف و تالیف کی طرف توجہ کرتے تو خدا معلوم کیا ہوتے، شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی ذہانت اور قابلیت کا کچھ ٹھکانہ نہ تھا انھوں نے انتیسویں اور تیسویں سیپاروں کی تفسیر لکھی ہے جو تفسیر عزیزی

کے نام سے مشہور ہے۔ شاہ ولی اللہ کے چوتھے بیٹے شاہ عبدالغنیؒ تھے یہ بڑے بھائیوں کے برابر مشہور نہیں ہیں۔

شاہ عبدالغنی صاحبؒ کے فرزند مولانا شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے باپ کی شہرت کی کمی کو پورا کر دیا۔ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ شاہ ولی اللہ کے پوتے تھے جنھوں نے خاندان کو چار چاند لگا دیے۔

شاہ ولی اللہ صاحب کے والد کا وطن پھلت ضلع مظفر نگر تھا شاہ ولی اللہ صاحب کی ولادت دہلی میں ہوئی۔

۱۷۰۳ء میں شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی رحلت سے چار۴ سال قبل انتقال کے وقت آپ کی عمر باسٹھ سال تھی شاہ ولی اللہ صاحب سات برس کے تھے کہ قرآن مجید ختم کر لیا تیرہ۱۳ برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے اور دوسروں کو پڑھانے لگے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے دو دفعہ حج کیا۔ سفر حج کے دوران حضرت شیخ ابو طاہر محدثؒ سے حدیث کی سند لی، شیخ ابو طاہرؒ کہا کرتے تھے کہ ولی اللہ نے مجھ سے الفاظ کی سند لی ہے میں ان سے معانی کی سند لیتا ہوں"۔

نواب صدیق حسن کی رائے ہے، اگر وجودِ او در صدر اول دور و در زمانہ ماضی مے بود، امام الائمہ تاج المجتہدین شمردہ مے شد۔

مولانا شبلی نعمانی لکھتے ہیں، ابن تیمیہؒ اور ابن رشدؒ کے بعد بلکہ خود ان ہی کے زمانے میں مسلمانوں میں جو عقلی تنزلی ہوا تھا اس کے لحاظ سے یہ امید نہ تھی کہ پھر کوئی صاحب دل و دماغ پیدا ہوگا لیکن قدرت کو اپنی نیرنگیوں کا تماشہ دکھانا تھا کہ اخیر زمانے میں جب کہ اسلام نفس بازپسیں تھا شاہ ولی اللہ جیسا شخص پیدا کر دیا جس کی نکتہ سنجیوں کے آگے غزالی اور ابن رشد کے کارنامے بھی ماند پڑ گئے۔

اورنگ زیب کی خوبیوں اور اس کے عہدِ حکومت کا حال شاہ صاحب نے اپنے والد بزرگوار سے سنا اور اورنگ زیب کے بعد بادشاہوں کو آنکھوں سے دیکھا۔

جہانگیر اور شاہ جہاں کے پرسکون دور نے مسلمانوں پر مدہوشی طاری کر دی تھی۔ اورنگ زیب نے انھیں جھنجھوڑا، اورنگ زیب کے بعد مسلمان یا تو عیش کرتے تھے یا آپس میں لڑتے تھے یا بادشاہ کو تگنی کا ناچ نچاتے تھے۔

سید حسین اور سید عبداللہ دو بھائیوں نے بادشاہ گری کی بنیاد رکھی وہ مر گئے تو مرہٹوں نے بادشاہ

کرنی لی پھر انگریزوں نے جسے چاہا بادشاہ بنایا پھر باہر کے ڈاکو اور مسلمانوں نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی اورنگ زیب کے جانشینوں پر حملہ آور ہوئے لیکن ہندوستان کی حکومت سنبھالنے کے بجائے لوٹ مار مچا کر چل دیئے۔

مسلمانوں کی بغاوتیں، راجپوتوں کا خروج، سکھوں کا ابھار، مرہٹوں کی سازشیں اور فرنگیوں کی چالیں سب شاہ ولی اللہ صاحب کی نظر سے گزریں۔

شاہ صاحب نے محسوس کیا کہ مغلوں کی سلطنت ڈوب رہی ہے اور سلطنت کے ساتھ مسلمانوں کا دین خطرے میں ہے اورنگ زیب کے جانشین سلطنت کو نہیں سنبھال سکے مگر شاہ ولی اللہ صاحب نے عام مسلمانوں کے اندر اسلامی سلطنت قائم کرنے کا جذبہ پیدا کیا اور مسلمانوں کو قرآن و حدیث کی طرف از سر نو متوجہ کیا۔

عربی زبان سے بے بہرہ ہوجانے کے سبب عام مسلمان قرآن مجید کو ریشمی کپڑوں میں لپیٹنے کی کتاب تصور کرچکے تھے (طاقوں کی سجاوٹ کی کتاب)

علماء آج کل کے مجیل کی طرح صرف محمد ٹن لاء جانتے تھے۔ علماء نے بس فقہ کو پکڑ رکھا تھا۔ روحانی اور اخلاقی کیفیت مشائخ تک میں مفقود تھی۔ بڑے بڑے علماء کو قرآن شریف و حدیث سے کوئی تعلق نہیں رہا تھا۔ وہ فقہ کی کتابیں پڑھ لینا ہی کافی سمجھتے تھے۔"

شاہ ولی اللہ صاحب نے کلام پاک کا فارسی میں ترجمہ کرکے بتایا کہ ہدایت کی اصلی کتاب یہ ہے حدیث کی طرف ہندوستانی مسلمانوں کو متوجہ کرنے والے پہلے بزرگ حضرت شیخ عبدالحق محدث تھے دوسرے حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی تصانیف نے مسلمانوں میں حرکت رونما کردی شاہ صاحب کی نظر اسلام کے نظری اور عملی دونوں پہلوؤں پر تھی۔

شاہ صاحب دنیا کو دین سے خارج اور الگ نہیں مانتے تھے جو بیج شاہ صاحب نے بویا تھا وہ ان کے پوتے شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور ان کی تعلیمات سے متاثر سید احمد بریلویؒ کے ہاتھوں پھل لایا۔

دیوبند اور علی گڑھ کے راستے بظاہر مختلف تھے

مدرسہ دیوبند کے بانی مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ اور علی گڑھ کالج کے بانی سر سید احمد خان دونوں ایک استاد مملوک علی صاحبؒ کے شاگرد تھے اور مولانا مملوک علی صاحبؒ شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے خاندان کے خوشہ چین تھے۔

دیوبند کا ہر تعلیم یافتہ انگریز کی غلامی سے بیزار رہا دیوبندی علماء انقلابی قوتوں سے تعاون کر کے انگریزوں کو رخصت کرنا چاہتے تھے۔

شاہ صاحب مسلمان علماء کے اختلاف کے خلاف تھے شاہ صاحبؒ نے تمام مختلف فیہ مسائل کا حل نکال لیا تھا۔ شاہ صاحبؒ نے اپنی ذات میں ملا اور صوفی کو سمو دیا تھا۔ چھوٹی چھوٹی باتوں میں پڑھ کر مقصد سے دور ہو جانے کا نتیجہ شاہ صاحبؒ جانتے تھے۔

مسلمانوں کی ایک سلطنت کے بدلے کئی سلطنتیں، مسلمانوں کے ایک مسلک کے بدلے کئی مسلک، ایک دین کے بجائے بے شمار دین، سلطنتوں کا ایک دوسرے سے عدم اشتراک، خیالات و عقائد کی دھڑے بندیاں اللہ کی حکومت کے بجائے اپنی تعلیمات، یہی مسلمانوں کے زوال کے اسباب تھے۔

شاہ ولی اللہ نے ان اسباب کو مٹا کر اور مسلمانوں کا انتشار ختم کر کے اللہ کی حکومت از سر نو قائم کرنے کے خواہاں تھے۔ شاہ ولی اللہ کے دادا شیخ وجیہہ الدینؒ عالم اور سپاہی بھی۔ ان کی تلوار ان کے قلم پر غالب رہی۔ شاہ ولی اللہ کے والد شاہ صاحب کو دادا کی شجاعت کے واقعات سناتے رہتے تھے۔

شاہ ولی اللہ نے مختصر سی عمر میں علمی تصنیفات کا انبار لگا دیا تھا۔ تفسیر، حدیث، فقہ، تصوف، جملہ مضامین پر شاہ صاحب کی کتابیں موجود ہیں۔ شاہ صاحب قرآن مجید کی آیتوں اور سورتوں کے شانِ نزول کو نظر انداز نہیں کرتے تھے بلکہ آیتوں اور سورتوں کو شانِ نزول کے ساتھ محدود کر دینا غلط قرار دیتے تھے۔

شاہ صاحبؒ جب کلام اللہ کے مفہوم کی وسعت پر ایمان رکھتے تھے اور ہر زمانے میں اس سے بالکل اسی طرح کام لینے اور فائدہ اٹھانے کے قائل تھے جس طرح نزول کے وقت اس سے کام لیا گیا اور فائدہ اٹھایا گیا۔ قصوں اور اسرائیلی روایتوں میں الجھ کر قرآن مجید کا حقیقی مفہوم کھو دینے کے شاہ صاحبؒ سخت مخالف تھے۔

انبیائے سابقین کی وہ باتیں جن کا ذکر احادیث صحیح میں نہیں ہے شاہ صاحبؒ کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔ شاہ صاحب قرآن کو قرآن کا مقام دیتے ہیں حدیث کو حدیث کا مقام فقہ پڑھ کر انسان قاضی اور مفتی بن سکتا ہے لیکن روحانی اور اخلاقی اصلاح قرآن مجید اور اسوۂ رسول کی پوری پیروی ہی سے حاصل ہوتی ہے۔

شاہ صاحبؒ نے اجتہاد کا بند دروازہ کھول دیا لیکن شاہ صاحبؒ ہر کس و ناکس سے نہیں کہتے کہ اجتہاد کرنا شروع کر دے۔ اجتہاد کے لیے شاہ صاحب نے شرطیں بتائی ہیں۔ ہر عالم بھی اجتہاد نہیں

کر سکتا۔ عوام کو تقلید کے سوا چارہ کیا ہے؟ شاہ صاحبؒ صوفی تھے مگر کسی ایک سلسلہ کے پابند نہ تھے جس طرح دوسرے ہوا کرتے ہیں شاہ صاحبؒ کا خُذْ مَا صَفَا دَعْ مَا کَدَرْ پر عمل تھا۔ شاہ صاحبؒ نے فتنہ وفساد کا زمانہ پایا تھا۔ ہوش سنبھالنے کے وقت سے انتقال کے وقت تک شاہ صاحب کو ایسے زمانہ سے سابقہ رہا ہے کہ اسے جتنا برا کہا جاتا کم تھا۔ لیکن شاہ صاحب زمانہ کی شکایتیں نہیں کیا کرتے تھے۔

شاہ صاحبؒ نے زمانہ کی برائی کرنے کے خلاف دو حدیثیں نقل فرمائیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ میری امت مثل بارش کے ہے مجھے نہیں معلوم کہ بارش شروع کی اچھی ہوگی یا آخر کی یعنی آخر زمانے میں بھی اچھے مسلمانوں کا وجود ممکن ہے۔

دوسری حدیث میں ہے "میرے زمانے کے لوگ میرے صحابی ہیں اور میرے بھائی وہ ہیں جو میرے بعد آئیں گے"۔

شاہ ولی اللہؒ زمانے کے رنگ میں رنگے نہیں گئے۔ شاہ صاحبؒ نے زمانہ میں انقلاب برپا کیا، اور زمانے کو بدل ڈالا، کچھ شاہ صاحب کے اپنے ہاتھوں سے اصلاح ہوئی، کچھ شاہ صاحب کے بیٹوں اور پوتوں کے ہاتھوں سے شاہ صاحب کے شاگردوں اور نقش قدم پر چلنے والوں کے ہاتھوں سے شاہ صاحب اور آپ کے پیروؤں نے مسلمانان ہند کے دینی و ملی زوال کا زور توڑ دیا اور زوال پذیر مسلمانان ہند کا رخ عروج کی جانب پھیر دیا۔

شاہ صاحبؒ دہلی کے دلی دروازے کے قریب مہدیوں کے قبرستان کی مسجد میں مدفون ہیں شاہ صاحبؒ اور شاہ صاحب کے خاندان والد اور اولاد کے مزارات ایک کٹہرے میں ہیں۔

مہدیوں میں شاہ صاحبؒ اور شاہ صاحب کے والد وعظ فرمایا کرتے تھے اور درس دیتے تھے۔ ہدایت ہی کی نسبت سے اس جگہ کا نام مہدیاں پڑ گیا۔ یہ ہمیشہ سے قبرستان نہیں تھا۔ یہاں سے لال قلعہ تک سرنگ کے راستے بیگماتِ قلعہ شاہ صاحبؒ کی ہدایت سے مستفیض ہونے کے لیے آتی تھیں۔

ذہین خاندان کے لڑکے اگر علم پڑھنے لگیں تو آج بھی شاہ صاحب جیسے عالم جنم لے سکتے ہیں۔

بشکریہ "عزم" ملتان